جلد ۳۰ شمارہ ۹

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

تبوک ۱۳۵۸ ہش

ستمبر ۱۹۷۹ء

ایڈیٹر

سید عبدالحی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

آل عمران

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

• تبوک - ۱۳۵۸ ہش

• شوال - ۱۳۹۹ ھ

• ستمبر - ۱۹۷۹ء

ایڈیٹر

سیّد عبد الحی

قیمت سالانہ دس روپے

فہرست مضامین

پبلشر .... چوہدری محمد ابراہیم

مطبع ...... ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت ...... دفتر ماہنامہ انصار اللہ دار الصدر جنوبی ربوہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۲	ماہنامہ انصار اللہ ربوہ	شمارہ ۹

تبوک ۱۳۵۸ ہش

اجتماع انصار اللہ میں شمولیت

کے متعلق

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کا ارشاد

"میری خواہش ہے کہ اجتماعات میں خدام و انصار کی نمائندگی سو فیصد ہو"

ربوہ ۱۴؍ تبوک (ستمبر) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ میری خواہش ہے کہ پاکستان میں مجالس خدام الاحمدیہ و انصار اللہ کی کوئی مجلس ایسی نہ رہے جس کا کوئی نہ کوئی نمائندہ اپنے اپنے سالانہ اجتماع میں شامل نہ ہو اور یہ امراء اضلاع اور مربیان کی ذمہ داری ہے کہ ہر مجلس میں سے نمائندہ شامل ہو

حضور نے ۱۴؍ ستمبر کے خطبہ جمعہ میں ہر دو اجتماعات میں مجالس کی سو فیصدی نمائندگی پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ قرآن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آنے والی نسلوں کے لئے نمونہ قرار دیا گیا ہے اس لئے ابراہیم علیہ السلام کی دو خصوصیات تھیں کہ وہ حنیف یعنی ہر وقت خدا کے حضور

جھکنے والے تھے اور مسلم یعنی ہر دم خدا کے احکام بجا لانے والے تھے) اپنے اندر پیدا کرو۔ حضور نے خدام کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ وہ بنی نوع انسان کی بہترین خدمت اس کے لئے دعا کر کے انجام دے سکتے ہیں۔ کیونکہ سب سے کارگر اور مؤثر حربہ جو انسان کو دیا گیا ہے وہ ایٹم بم نہیں بلکہ دعا کا ہتھیار ہے۔ اور دوسرے نمبر پر جو ہتھیار دیا گیا ہے وہ ہائیڈروجن بم نہیں بلکہ نوع انسان کی خدمت، اس سے محبت اور شفقت کا اظہار ہے۔ حضور نے خدام اور انصار کو توجہ دلائی کہ انہیں ان کے یہ فرائض یاد دلانے کے لئے ہر سال اجتماع منعقد کئے جاتے ہیں۔ حضور نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ خیر رکھے اور اجتماع کامیابی سے منعقد ہوں۔

حضور نے فرمایا کہ اگلے ماہ ۱۹-۲۰ اور ۲۱ اکتوبر کو خدام الاحمدیہ کا اور اس سے اگلے ہفتے انصار اللہ کا اجتماع ہو رہا ہے۔ ان اجتماعات میں سوائے ان سالوں کے جو بیچ میں آئے اور جب کسی قدر تنزل کی کیفیت رونما ہوئی ہمیشہ ہی خدام اور انصار پہلے سے بڑھ چڑھ کر تعداد میں شرکت کرتے رہے ہیں۔ میرے دل میں خواہش ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جماعت کی تربیت کے لئے یہ ضروری ہے کہ خدام اور انصار کے اجتماعات میں ان کی تمام مجالس شرکت کریں۔ حضور نے فرمایا کہ بعض جماعتیں بڑی ہیں اور بعض بلحاظ تعداد مختصر۔ بعض جماعتیں فعال ہیں اور بعض سست ہیں۔ بعض اضلاع کے امراء اپنی ذمہ داریوں کو سمجھ بوجھ کر ادا کرتے ہیں۔ اور بعض سست اور کمزوری دکھانے والے ہیں۔ بعض مربی صاحبان کو اللہ تعالیٰ ایثار اور محبت و پیار سے اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی کی توفیق دیتا ہے۔ اور بعض کے دلوں میں خدا کی محبت اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے عشق سے اس رنگ کا پیار نہیں۔ کہ جیسے ایک آگ بھڑک رہی ہو۔ حالانکہ اگر کسی مربی کے علاقے میں کمزوری ہو تو اس کی راتوں کی نیندیں حرام ہونی چاہئیں۔

حضور نے امراء، اضلاع اور مربیان کو ہر دو اجتماعات میں مجالس کی سو فیصد نمائندگی کا ذمہ دار بناتے ہوئے فرمایا۔ کہ چاہے ایک مجلس سے ایک ہی خادم کیوں نہ آئے مگر آئے ضرور۔ کیونکہ اجتماع دنیوی میلے نہیں بلکہ جماعت کی ذہنی اور اخلاقی تربیت کے لئے منعقد کئے جاتے ہیں۔ ذہنی تربیت اس لحاظ سے کہ بہت سی نیکی کی باتیں کانوں میں پڑتی ہیں اور اخلاقی اس لحاظ سے کہ خدام و انصار کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ وہ قرآن کریم کے مطابق حقیقی مسلمان بننے والے ہوں۔

حضور نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دو خصوصیات حنیف اور مسلم کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ امت مسلمہ پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ کہ وہ بنی نوع انسان کے لئے ...

کرے۔ حضور نے خدام و انصار کے لئے دعا کی کہ وہ اس مقصد کے حصول میں کامیابی حاصل کریں۔ اور خدام اور انصار کو خدا تعالےٰ یہ ہمت عطا کرے کہ ان کی کوئی مجلس ایسی نہ رہے جو نمائندگی سے محروم ہو۔ اور ہر سال کا اجتماع ایک ایسے موسم بہار کی طرح ہو جس میں درخت نئی شان میں پہلے سے بڑھ کر اپنی سرسبزی و شادابی کو پیش کریں اور ہمارے اجتماع اسی طرح پہلے سے بڑھ کر تازہ زاویوں کو اختیار کر کے نئی بہاروں کے حسین گلدستے اللہ تعالےٰ کے حضور پیش کرنے والے ہوں۔ خدا تعالےٰ ہمیں عقل سمجھ، ہمت اور عزم دے۔ اور کامیابی کی انتہاء ہمارے لئے مقدر کر دے آمین"

جملہ عہدیداران مجالس انصار اللہ کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ حضور کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے بھرپور کوشش کریں کہ ایک بھی مجلس ایسی نہ رہے جس کی اجتماع میں نمائندگی نہ ہو۔ اور کوشش کریں کہ سالہائے گزشتہ میں ان کی مجالس سے جتنے انصار اجتماع میں شریک ہوئے تھے اس سال اس تعداد میں اضافہ ہو۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ انصار اجتماع کے خالص دینی ماحول کا خود تجربہ کر سکیں اور حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے روح پرور اور ولولہ انگیز خطابات سے مستفید ہوں۔

پاک تبدیلی پیدا کرو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"پس بے خوف ہو کر مت رہو استغفار اور دعاؤں میں لگ جاؤ اور ایک پاک تبدیلی پیدا کرو۔ اب غفلت کا وقت نہیں رہا۔ انسان کو نفس جھوٹی تسلی دیتا ہے کہ تیری عمر لمبی ہوگی۔ موت کو قریب سمجھو۔ خدا کا وجود برحق ہے۔ جو ظلم کی راہ سے خدا کے حقوق دوسروں کو دیتا ہے وہ ذلت کی موت دیکھے گا۔"

(ملفوظات دوم صفحہ ۲۶۵)

— کلماتِ طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام —

اللہ تعالےٰ کی راہ میں وقفِ زندگی

"انسان کو ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کی راہ میں اپنی زندگی کو وقف کرے۔ مَیں نے بعض اخبارات میں پڑھا ہے کہ فلاں آریہ نے اپنی زندگی آریہ سماج کے لئے وقف کر دی ہے اور فلاں پادری نے اپنی عمر مشن کو دے دی ہے۔ مجھے حیرت آتی ہے کہ کیوں مسلمان اسلام کی خدمت کے لئے اور خدا کی راہ میں اپنی زندگی کو وقف نہیں کر دیتے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ پر نظر کر کے دیکھیں تو ان کو معلوم ہو کہ کس طرح اسلام کی زندگی کے لئے اپنی زندگیاں وقف کی جاتی تھیں۔

یاد رکھو کہ خسارہ کا سودا نہیں ہے بلکہ بے قیاس نفع کا سودا ہے کاش مسلمانوں کو معلوم ہوتا اور اس تجارت کے مفاد اور منافع پر ان کو اطلاع ملتی جو خدا کے لئے اُس کے دین کی خاطر اپنی زندگی وقف کرتا ہے۔ کیا وہ اپنی زندگی کھوتا ہے ہرگز نہیں فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ اس للّٰہی وقف کا اجر ان کا ربّ دینے والا ہے۔ یہ وقف ہر قسم کے ہموم و غموم سے نجات اور رہائی بخشنے والا ہے۔

مجھے تو تعجب ہوتا ہے کہ جبکہ ہر ایک انسان بالطبع راحت اور آسائش چاہتا ہے۔ اور ہموم وغموم اور کرب و افکار سے خواستگار نجات ہے پھر کیا وجہ ہے کہ جب اس کو ایک مجرب نسخہ اس مرض کا پیش کیا جاوے تو اس پر توجہ ہی نہ کرے۔ کیا الٰہی وقف کا نسخہ ۱۳۰۰ برس سے مجرب ثابت نہیں ہوا؟ کیا صحابہ کرام ؓ اسی وقف کی وجہ سے حیاتِ طیبہ کے وارث اور ابدی زندگی کے مستحق نہیں ٹھہرے؟ پھر اب کونسی وجہ ہے کہ اس نسخہ کی تاثیر سے فائدہ اٹھانے میں دریغ کیا جاوے۔

بات یہی ہے کہ لوگ اس حقیقت سے ناآشنا اور اس لذت سے جو اس وقف کے بعد ملتی ہے ناواقف محض ہیں۔ ورنہ اگر ایک شمہ بھی اس لذت اور سرور سے ان کو مل جاوے تو بے انتہا تمناؤں کے ساتھ وہ اس میدان میں آئیں

میں خود اس راہ کا پورا تجربہ کار ہوں اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور فیض سے میں نے اس ملامت اور لذت سے حظ اٹھایا ہے یہی آرزو رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کے لئے اگر مر کے پھر زندہ ہوں اور پھر مروں اور زندہ ہوں تو ہر بار میرا شوق ایک لذت کے ساتھ بڑھتا جاوے ..... میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنی جماعت کو وصیت کروں اور یہ بات پہنچاؤں۔ آئندہ ہر ایک کا اختیار ہے کہ وہ اسے سنے یا نہ سنے کہ اگر کوئی نجات چاہتا ہے اور حیاتِ طیبہ اور ابدی زندگی کا طلبگار ہے تو وہ اللہ کے لئے اپنی زندگی وقف کرے۔ اور ہر ایک اس کوشش اور فکر میں لگ جاوے کہ وہ اس درجہ اور مرتبہ کو حاصل کرے۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۹۹ و ۱۰۰)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم عربی کلام

مدحت خیر الانام صلے اللہ علیہ وسلم

دَعُوا کُلَّ فَخْرٍ لِلنَّبِیِّ مُحَمَّدٍ　　　اَمَامَ جَلَالَةِ شَانِہِ الشَّمْسُ اَحْقَرُ

وَصَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا اَیُّھَا الْوَرٰی　　　وَذَرُوْا لَہٗ طُرُقَ التَّشَاجُرِ تُؤْجَرُوْا

وَوَاللّٰہِ اِنِّیْ قَدْ تَبِعْتُ مُحَمَّدًا　　　وَفِیْ کُلِّ اٰنٍ مِّنْ سَنَاہُ اُنَوَّرُ

وَفَوَّضَنِیْ رَبِّیْ اِلٰی رَوْضِ فَیْضِہٖ　　　وَاِنِّیْ بِہٖ اَجْنِی الْجَنٰی وَاُنَضَّرُ

وَلِدِیْنِہٖ فِیْ جَذْرِ قَلْبِیْ لَوْعَةٌ　　　وَاِنَّ بَیَانِیْ عَنْ جَنَانِیْ یُخْبِرُ

وَرِثْتُ عُلُوْمَ الْمُصْطَفٰی فَاَخَذْتُھَا　　　وَکَیْفَ اَرُدُّ عَطَاءَ رَبِّیْ وَاَفْجُرُ

وَکَیْفَ وَلِلْاِسْلَامِ قُمْتُ صَبَابَةً　　　وَاَبْکِیْ لَہٗ لَیْلًا نَّھَارًا وَّاَضْجَرُ

- فخرِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے چھوڑ دو جن کی جلالت شان کے سامنے سورج بھی حقیر ہے۔
- اور اے تمام لوگو! اس نبی پر درود اور سلام بھیجتے رہو۔ اور اس کی خاطر آپس کے جھگڑے چھوڑ دو۔ تو تم اجر پاؤ گے
- واللہ! میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیروی کی اور ہر لحظہ میں آپ کے نور سے ہی منور ہو رہا ہوں
- مجھے میرے رب نے حضور کے ہی گلستانِ فیض کے سپرد فرمایا ہے۔ میں اس گلستان ہی سے مختلف قسم کے ثمر چنتا ہوں اور مجھے تر و تازگی عطا کی جاتی ہے۔
- آپ کے لائے ہوئے دینِ اسلام کے لئے میرے دل کی گہرائیوں میں ایک تپش ہے اور یقیناً میرا بیان میرے دل کی حالت کی خبر دے رہا ہے۔
- میں محمد مصطفےٰ کے علوم کا وارث قرار پایا۔ اور میں نے یہ ورثہ حاصل کر لیا ہے۔ میں اپنے رب کی اس عطا کو کیسے رد کر کے گنہ گار رہوں؟
- اور ایسا ہو بھی کیسے سکتا ہے جبکہ میں اسلام کی تائید میں ایک جذبۂ عشق کے ساتھ کھڑا ہوا ہوں اور اسی کے لئے دن رات روتا اور کڑھتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم فارسی کلام

قرآنِ کریم — ایک کانِ دلربائی

روئے یقیں نہ بیند ہرگز کسے بدنیا
الّا کسے کہ باشد بارُوئیش آرمیدہ

آنکس کہ عالمش شد شد مخزنِ معارف
واں بے خبر ز عالم کیں عالمے ندیدہ

بارانِ فضلِ رحماں آمد بمقدمِ او
بدقسمت آنکہ ازوے سوئے دگر دویدہ

میلِ بدی نباشد الّا رگے ز شیطاں
آں را بشر بدانم کز ہر شرے رہیدہ

اے کانِ دلربائی دانم کہ از کجائی
تُو نورِ آں خدائی کیں خلق آفریدہ

میلم نماند باکس محبوبِ من توئی بس
زیرا کہ زاں فغاں رس نورت بمارسیدہ

(براھین احمدیہ)

- اس دنیا میں یقین کی معرفت کسی انسان کو حاصل نہیں ہوئی۔ سوائے اس شخص کے جو قرآن کریم کے ساتھ محبّت رکھتا ہے۔
- جو شخص قرآن کریم کا عالم بن گیا وہ گویا معارف کا خزانہ بن گیا۔ اور جس نے قرآن کریم کی دنیا نہیں دیکھی اسے حقیقی دنیا کی خبر ہی نہیں۔
- خدائے رحمٰن کے افضال کی بارش اس کی پیشوائی کو آئی۔ بدقسمت ہے وہ شخص جو اسے چھوڑ کر دوسری طرف بھاگے۔
- بدی کی طرف رغبت سوائے شیطان سے تعلق کے پیدا نہیں ہوتی۔ مَیں تو اس شخص کو بشر سمجھتا ہوں جو ہر شر سے رہائی پا چکا ہو۔
- اے قرآن اور اے کانِ دلربائی! مَیں خوب جانتا ہوں کہ تُو کہاں سے آیا ہے؟ تو اس خدا کا نور ہے۔ جس نے یہ مخلوق پیدا کی۔
- میری رغبت کسی کی طرف نہ رہی۔ صرف تو ہی میرا محبوب ہے کیونکہ تیرے انوار ہم تک اس خدا کی طرف سے پہنچے ہیں جس تک ہماری فریادیں پہنچتی ہیں۔

سیّد عبد الحی

قرآن کریم کا ایک جدید فارسی ترجمہ

[چند سال ہوئے ایران کے ایک عالم دین جناب زین العابدین رہنما نے جدید سلیس فارسی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کیا ہے اور ساتھ ہی مختصر تفسیری نوٹس درج کئے ہیں۔ یہ قرآن کریم کیہان پریس تہران میں طبع ہوا اور سابق شاہ ایران رضا شاہ پہلوی کی اہلیہ فرح پہلوی کی خصوصی فرمائش پر شائع کیا گیا ہے۔ اس کے مطالعہ سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ باوجود بعض روکوں کے اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی ہوا چلا رکھی ہے۔ کہ عالم اسلام کے مذہبی لٹریچر پر اس زمانہ کے حَکَم و عدل حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے پیش فرمودہ علوم قرآنی کی چھاپ گہری ہوتی جا رہی ہے اور سعید فطرت علماء حضور کے پیش کردہ علم کلام کو تسلیم کرتے جا رہے ہیں الحمد للہ]

۱۔ منعم علیہ گروہ اور وحی و الہام کا انعام

زیر آیت صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ لکھتے ہیں:۔

آنہا کہ نعمت خداوند شامل حال شان شد، چہار طبقہ اند: پیامبران۔ راستگویان، شہیدان و نیکوکاران۔ مسلمانان باید از رفتار این چہار طبقہ پیروی کنند تا مشمول نعمت ہای الٰہی بشوند، مقصود شان تنہا نہ باید بحد کمال رسیدن خود شان باشد بلکہ براہ راست ہدایت کردن دیگران ہم بہمان درجہ از اہمیت است۔

جن لوگوں کے نعمت خداوندی شامل حال ہے۔ ان کے چار طبقے ہیں۔ انبیاء، صدیق، شہداء اور صالحین۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ ان چار گروہوں کے طریق کار کی پیروی کریں۔ تا کہ وہ بھی انعامات خداوندی میں شریک ہو جائیں اور ان کا مقصود صرف یہ نہ ہو کہ وہ خود کو مذکورہ منعم علیہ گروہوں کے حد کمال تک پہنچائیں بلکہ دوسروں کی بھی اسی صراط مستقیم کی طرف راہ نمائی کریں۔

طبق آیہ ہائے قرآنی یکے از نعمت ہائے الٰہی نعمت وحی والہام است و ایں امر اختصاص بہ پیامبران ندارد. پیغمبری و وحی دو چیز مختلف است. بہ پارسایان و نیکوکاران ہم ممکن است وحی نازل شود چنانکہ بتصریح قرآن است کہ بہ مادر موسیٰ وحی نازل شد. (سورہ ۲۰ آیت ۳۸) یا وحی والہام کہ بہ حواریون مسیح نازل شد (۵: ۱۱۱)

قرآن کریم کی آیات کے مطابق خداوند تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت وحی والہام بھی ہے۔ جو انبیاء سے مخصوص نہیں ہے بلکہ رسالت اور وحی دو مختلف چیزیں ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ نیک اور صلحاء لوگوں پر وحی کا نزول ہو چنانچہ قرآن کریم میں واضح طور پر لکھا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی طرف وحی نازل ہوئی اور عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کی طرف بھی وحی و الہام ہوا۔

۲۔ حضرت عیسیٰ ابن مریم کا سفرِ افغانستان و کشمیر

(زِ آیت إِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ (آل عمران ۴۶) لکھتے ہیں:

مسیح آخرین پیامبران اسرائیلیان بود و از او بصورت ہای عیسیٰ بن مریم و مسیح در قرآن یاد شدہ است. لفظ مسیح یعنی "بسیار سفر کنندہ" و گویند عیسیٰ عادت بسفر داشت معنی دیگر ایں واژہ کسے یا چیزے است کہ با روغن بدنش را پاک کنند و در زبان آرامی بصورت مسیا یعنی تدہین شدہ است۔ اخیر ا در بارہ سفر ہائے بسیار مسیح۔ کہ بسبب ایں تسمیہ است۔ مدارکی بدست آمدہ است کہ بموجب آں مسیح پس از آنکہ رنج فراوانی از یہود کشید راہ مشرق در پیش گرفت و برائے قبائل اسرائیلی کہ بکشمیر و بشرق افغانستان کوچ کردہ بودند

مسیح بنی اسرائیل کے آخری نبی تھے اور قرآن کریم میں انہیں عیسیٰ بن مریم اور مسیح کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ مسیح کے معنی ہیں بہت سفر کرنے والا۔ اور کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کو سفر کی بہت عادت تھی۔ مسیح کے دوسرے معنی ایسے شخص کے ہیں۔ جس کا بدن تیل مل کر پاک کیا جائے۔ آرامی زبان میں مسیا کے معنی تدہین شدہ (مقدس تیل سے ممسوح) کے ہیں۔ مسیح کے بے شمار سفروں (جو مسیح کی وجہ تسمیہ ہے) کے متعلق ایسے ثبوت مل چکے ہیں۔ جن کے مطابق مسیح علیہ السلام نے جب یہود کے ہاتھوں سے بہت دکھ اٹھائے تو مشرق

موعظہ کرد۔

کی راہ لی اور ان اسرائیلی قبائل کو جو کشمیر اور مشرقی افغانستان کی طرف کوچ کر گئے تھے وعظ و نصیحت فرماتے رہے۔

عیسیٰ علیہ السّلام کی وفات

۱۔ آیت اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ (آل عمران : ۵۶)
کا ترجمہ یوں کیا گیا ہے۔

ہنگامی کہ خدا گفت: اے عیسیٰ من گیرندۂ روح تو ام و بلند کنندہ ام ترا بسوی خود
جس وقت خداوند تعالیٰ نے کہا اے عیسیٰ! میں تیری روح کو اپنے قبضہ میں کرنے والا
ہوں اور تجھے اپنی طرف بلند کرنے والا ہوں۔

فٹ نوٹ میں لکھتے ہیں:

ہم چنیں در ایں آیہ اشارہ بہ وعدہ ہائے است کہ بہ مسیح دادہ شدہ بود و آں وعدہ ہا
عبارت بود از: نجاتِ او از مرگ وقتے کہ بر صلیب بود....

کہ اس آیت میں ان وعدوں کی طرف اشارہ ہے جو مسیح سے کئے گئے تھے وہ وعدے
یوں تھے کہ جس وقت مسیح صلیب پر تھے انہیں (اس صلیبی موت سے) نجات کا وعدہ دیا گیا۔

وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ۔ (آل عمران ۵۴) کے تفسیری نوٹس میں
لکھتے ہیں:۔

نوشتہ اند کہ ایں لفظ یک معنی خوب ہم دارد ایں اشارہ باں است کہ یہود نقشہ داشتند
کہ مسیح را بر دار بکشند و خدا نقشہ آنہارا باطل کردہ و مسیح را از روی دار نجات داد

کہ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ اس لفظ مکر کے ایک معنی بہت خوب ہیں۔ اس میں اس طرف
اشارہ ہے کہ یہود کی تدبیر یہ تھی کہ مسیح کو صلیب پر لٹکائیں اور خدا تعالیٰ نے ان کی
تدبیر کو بے اثر کر کے مسیح کو روئے صلیب سے نجات دی۔

۳۔ آیت وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ (نساء ۱۵۷) کی تفسیر میں
لکھتے ہیں:

ترکیب ما صلبوہ بدار کشیدن مسیح را ردّ نمی کند بلکہ قتل او را بر بالای دار انکار

می نماید

ما صلبوہ کی ترکیب مسیح کے صلیب پر کھینچے جانے کو رد نہیں کرتی بلکہ صلیب پر مسیح کی موت کا انکار کر رہی ہے۔

ج۔ آیت بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ (النساء : ۱۵۸) کے تشریحی نوٹ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

در تفسیر آیہ ۵۴ سورۂ آلِ عمران درباره معنی رفع سخن گفتیم۔ بالا رفتن و بحضرت باری پیوستن جز کشته شدن بر صلیب است و در تورات (آیہ ۲۳ از باب ۲۱ سفر تثنیہ) آمده است کہ "آنکہ بردار آویختہ شود ملعون خدا است"۔ بنا بریں بر صلیب جان نداد"

سورۂ آل عمران کی آیت ۵۴ میں ہم نے رفع کے معنوں کے متعلق یہ بتایا ہے کہ مرفوع ہو کر خدا تعالیٰ کے حضور اس کی معیت کا شرف حاصل کرنا صلیب پر مرے بغیر ہی ممکن ہے۔ تورات کی کتاب استثناء باب ۲۱ آیت ۲۳ میں آیا ہے کہ جو شخص صلیب پر لٹکایا جائے وہ خدا کا ملعون ہوتا ہے۔ اسی بناء پر مسیح نے صلیب پر جان نہیں دی۔

د۔ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ (المائدہ ۱۱۷) کا ترجمہ لکھا ہے

و تا آں مردم کہ درمیانِ آنہا بودم بر آنہا گواہ بودم و چوں مرا مرگ دادی تو بر آنہا نگہبان بودی۔

کہ جب تک میں ان میں موجود رہا میں ان پر گواہ تھا۔ اور جب تو نے مجھے وفات دے دی تو پھر تو ہی ان پر نگہبان تھا۔

اور اس آیت کے تفسیری نوٹس میں لکھتے ہیں:۔

از فعل و مفعولِ تَوَفَّيْتَنِيْ برمی آید کہ عیسیٰ بمرگِ طبعی مردہ است و با فلاک نہ رفتہ است۔

لفظ تَوَفَّيْتَنِيْ کے فعل اور مفعول سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ عیسےٰ نے طبعی موت سے وفات پائی اور آسمانوں پر نہیں گئے۔

"وقت تھوڑا ہے اور کارِ عمر ناپیدار تیز قدم اٹھاؤ جو شام نزدیک ہے جو کچھ پیش کرنا ہے وہ بار بار دیکھ لو ایسا نہ ہو کچھ رہ جائے اور زیاں کاری کا موجب ہو"

(کشتی نوح)

مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کا ایک پہلو

شفقت علیٰ خلق اللہ

خدا کے مامور اگر ایک طرف خدا کے انتہائی مقرب ہوتے ہیں تو دوسری طرف وہ خدا کی مخلوق پر باپ کی مانند شفقت کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے صحابہؓ سے ہی نہیں بلکہ اپنے بدخواہوں سے بھی خیر خواہی کرنے والے اور ان سے انتہائی شفقت کا سلوک کرنے والے تھے۔

آپ فرماتے ہیں:۔

"میں دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں خدا
کی توحید کو اختیار کرو۔ دوسرے
آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۴۲)

بے شک خدا کے پیاروں سے محبت کی بڑی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ان کے ذریعہ سے ایمان کی دولت نصیب ہوتی ہے۔ ان کی بدولت خدا کی معرفت نصیب ہوتی ہے۔ لیکن اپنے ملنے والوں سے ان کا سلوک بھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ دوسرے کو گرویدہ کر لیتا ہے ان کی شفقت و محبت دلوں کو موہ لیتی ہے۔ اور ان کا یہ سلوک اور ان سے ان اخلاق کا ظاہر ہونا کسی تکلف کی بناء پر نہیں ہوتا بلکہ خدائے رؤف و رحیم کے مظہر ہونے کی وجہ سے وہ مجسم شفقت و رحمت ہوتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنے ساتھیوں سے ایسا ہی تعلق تھا۔ جیسا باپ کا اپنی اولاد سے ہوتا ہے۔ بے شک وہ ان کے مطاع و مرشد تھے۔ لیکن ان کی سیرت کا مطالعہ کریں تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ مطاع و مرشد خادم ہیں۔ اور وہ مخدوم دوسری طرف مرید اور صحابہؓ کی یہ کیفیت تھی۔ کہ وہ ہزار جان سے آپ پر نثار تھے۔ ان کی روح کی غذا اُس سراپا شفیق وجود سے عشق تھا۔ وہ تو اس چہرہ کے بھوکے تھے۔

مشترکہ مکان

آپ کے سیرت نگار حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ

روایت کرتے ہیں :-

"حضور مکان میں کوئی تعمیر کروا رہے تھے۔ نجار تیر بندیاں اور تختے رندے سے صاف کر رہا تھا۔ حضور نے انہیں اس سے روک دیا اور فرمایا یہ محض تکلف ہے اور ناحق کی دیر لگانا ہے۔ مختصر کام کرو اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ہمیں کسی مکان سے کوئی انس نہیں۔ ہم اپنے مکانوں کو اپنے دوستوں میں مشترک جانتے ہیں۔ اور بڑی آرزو ہے کہ مل کر چند روز گزارہ کریں اور فرمایا میری بڑی آرزو ہے کہ ایسا مکان ہو کہ چاروں طرف ہمارے احباب کے گھر ہوں۔ اور درمیان میں میرا گھر ہو اور ہر ایک گھر میں میری ایک کھڑکی ہو کہ ہر ایک سے ہر ایک وقت واسطہ و رابطہ رہے۔"

(سیرت مسیح موعود از مولوی عبد الکریم صاحب صفحہ ۲۴)

مال سے زیادہ شفیق

اخبار "بدر" کے ایڈیٹر حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

"۱۹۰۴ء کا واقعہ ہے میں بہت بیمار ہو گیا میری والدہ محترمہ بھی قادیان تشریف لائی ہوئی تھیں۔ انہوں نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر میری صحت کے لئے دعا کی درخواست کی حضور نے فرمایا ہم تو ان کے لئے دعا کرتے ہی رہتے ہیں۔ آپ کو خیال ہوگا کہ صادق آپ کا بیٹا ہے اور آپ کو بہت پیارا ہے۔ لیکن میرا دعویٰ ہے کہ مجھے آپ سے زیادہ پیارا ہے"

(ذکر حبیب از مفتی محمد صادق صاحب صفحہ ۳۲۵)

"اور یہ ایک حقیقت تھی اس میں کوئی مبالغہ نہ تھا حضور کا سلوک واقعی ماں جیسا مہربان کا سا تھا۔ وہ قادیان آتے تو حضور ان کے وضو کے لئے خود لوٹے میں پانی لا دیتے۔ ان کے لئے موسم میں آم منگواتے انہیں گھر میں بلوا کر ٹوکرا سامنے رکھ دیا۔ اور فرمایا مفتی صاحب یہ میں نے آپ کے لئے منگوایا ہے۔ حضور باہر تشریف لے گئے معلوم ہوا مفتی صاحب بیمار ہیں تو خود ان کے گھر عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔"

(ذکر حبیب مفتی صاحب ص ۳۲۵ ، ۳۲۶)

"مسجد میں ان کا جوتا گم ہو گیا تو حضور علیہ السلام نے ان کے پہننے کے لئے

اپنا جوتا گھر سے بھجوا دیا۔"

(ذکرِ حبیب مفتی صاحب ص۴۲)

مخدوم خادم ہیں

حضرت مفتی صاحب فرماتے ہیں:۔

"غالباً ۱۸۹۷ء یا ۱۸۹۸ء کا واقعہ ہوگا۔ مجھے حضرت صاحب نے مسجد مبارک میں بٹھایا جو کہ اس وقت ایک چھوٹی سی جگہ تھی فرمایا کہ آپ بیٹھئے میں آپ کے لئے کھانا لاتا ہوں۔ یہ کہہ کر آپ اندر تشریف لے گئے۔ میرا خیال تھا کہ کسی خادم کے ہاتھ کھانا بھیج دیں گے۔ مگر چند منٹ کے بعد کھڑکی کھلی تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ آپ اپنے ہاتھ سے سینی اٹھائے ہوئے میرے لئے کھانا لائے ہیں۔ مجھے دیکھ کر فرمایا کہ آپ کھانا کھائیے میں پانی لاتا ہوں۔ بے اختیار رقت سے میرے آنسو نکل آئے کہ حضرت صاحب ہمارے مقتدا و پیشوا ہو کر ہماری یہ خدمت کرتے ہیں تو ہمیں آپس میں ایک دوسرے کی کس قدر خدمت کرنی چاہیئے۔"

(ذکرِ حبیب مفتی صاحب ص۴۲)

دوسرا واقعہ بھی مفتی صاحب کا بیان کردہ ہے اس واقعہ سے عیاں ہوتا ہے کہ مفتی صاحب حضور علیہ السلام کو اپنی اولاد کی طرح عزیز تھے۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

"ایک دفعہ میں لاہور سے قادیان آیا ہوا تھا۔ پچھلی رات تھوڑی سردی ہو جایا کرتی تھی۔ حضرت صاحب نے مجھے خادم لڑکے کے ہاتھ دو کپڑے بھیجے۔ ایک گرم پشمینہ کی چادر اور ایک روئی دار دلائی (جو حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب کی تھی) اور کہلا بھیجا ان میں سے جو ایک پسند ہو رکھ لیں یا دونوں رکھ لیں۔"

(ذکرِ حبیب مفتی صاحب ص۴۲)

میں نے اوپر عرض کیا ہے کہ مسیح پاک ہمارے مطاع اور امام تھے۔ لیکن آپ کی سیرت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مخدوم اپنے خادموں کی ایک خادم کی طرح خدمت کرتے تھے مفتی صاحب کا بیان ہے۔

"ایک بار میں اور میری والدہ قادیان آئے ہوئے تھے ہم واپس ہونے لگے تو حضور علیہ السلام ہمارے یکہ پر سوار ہونے کی جگہ تک تشریف لائے اور ہمارے راستہ کے لئے کھانا منگوایا وہ کھانا لنگر والوں نے کسی کپڑے میں باندھ کر نہ بھیجا تھا تب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے عمامہ

سے قریباً ایک گز کپڑا پھاڑ کر اُس
میں روئی کو باندھ دیا۔"
(ذکر حبیب مفتی صاحب ص۲۹۵)
اللہ اللہ! کیا اخلاق، انکساری اور عاجزی
ہے۔ یہ وہ اخلاق تھے جو اُس وقت کی خود پسند
دنیا سے غائب ہو چکے تھے۔

اجنبیت کیوں؟

اور یہ سلوک صرف مفتی صاحب سے ہی نہ
تھا۔ حضور علیہ السلام کا ہر خس و ناکس اور ہر
نیاز مند سے یہی سلوک تھا۔ حضرت بھائی عبدالرحمٰن
صاحب قادیانی سابق ہریش چند حضور علیہ السلام
کے دستِ حق پرست پر ہندو مذہب کو ترک کر کے
مسلمان ہوئے تھے۔ قادیان میں ان کا کوئی عزیز
نہ تھا۔ وہ اصحابِ صفہ کی طرح اسی در کے ہو چکے
تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضور کے الدار
کی پہرہ داری کرتا تھا۔ مکان کی کچھ تعمیر ہو رہی
تھی۔ سردی کا موسم تھا اور بستر میرا ہلکا۔ اوّل اوّل
تو گزر ہو جاتی رہی۔ مگر جب سردی بڑھ گئی۔ اور
دوسری طرف دالان میں کچ کا پلستر ہوا تو کمرہ زیادہ
ٹھنڈا ہو گیا۔ ایک رات کا ذکر ہے سردی کی
شدت کے باعث مجھے رات بھر نیند نہ آئی۔ کروٹ
لے لے کر یا بیٹھے رات گزاری۔ پچھلا پہر تھا۔
کوئی دو بجے کا وقت تھا۔ جب تھک کر میں
لیٹ گیا۔ ابھی چند منٹ ہی ہوئے کہ کھڑکی کھلی۔
اور سیدنا حضرت اقدس دالان میں داخل ہوئے
مگر میں خلافِ معمول کھڑا ہو کر سلام عرض کرنے
کی بجائے سکڑا چارپائی پر پڑا رہا۔ پہلے عموماً میں
کھڑکی کھلنے کی آہٹ پاتے ہی ہوشیار ہو کر اٹھ
کھڑا ہوا کرتا تھا۔ آج غیر معمولی کوتاہی کی وجہ
سے حضور کو توجہ ہوئی۔ اور آپ نے میری
چارپائی کے قریب ہو کر مجھے غور سے دیکھا۔ اور
آہستگی سے اپنی پوستین جو میری چارپائی کے اوپر
کھونٹی پر لٹک رہی تھی اتار کر میرے اوپر ڈال
دی۔ میں مگن پڑا رہا۔ ہلا جلا نہ بولا۔ حضور تشریف
لے گئے۔ میں گرم ہوتے ہی گہری نیند سو گیا اور
پھر صبح کی اذان سے ہی جاگا۔ وضو کیا اور نماز
کے لئے مسجد کو جانے کے لئے تیار تھا کہ حضرت
اقدس صبح کی نماز کے واسطے اسی کھڑکی سے
تشریف لے آئے۔ میں نے سلام عرض کیا۔ حضور
مسکراتے ہوئے میری طرف بڑھے اور فرمایا:۔

"میاں عبدالرحمٰن آپ نے تکلّف کر کے
تکلیف اٹھائی۔ بستر کم تھا تو کیوں
ہمیں اطلاع نہ دی۔ شرط موت کی
لگاتا اور رنگ اجنبیت کا دکھانا
ٹھیک نہیں۔ دو چار روز کی بات ہو
تو اجنبیت انسان نباہ سکتا ہے۔
مگر عمر کی بازی لگا کر تکلّف و اجنبیت
میں پڑے رہنا باعثِ تکلیف ہوتا ہے
جب آپ نے گھر بار چھوڑا۔ ماں باپ

چھوڑے ۔ وطن اور قبیلہ چھوڑ کر ہمارے پاس آ گئے ہیں تو آپ کی ضروریات ہمارے ذمہ ہیں ۔"

مرید کے بچے کا عقیقہ

حضورؑ کے مخلص ارادت مندوں میں سے کچھ کپور تھلہ کے احباب تھے جو ہر فرصت کے وقت قادیان ہوتے ۔ حضور سفر میں ہوتے تو بعض اوقات ان کو وہیں اپنے پاس بلا لیتے ۔ یہ مخلص جاں نثار عموماً ملازمت پیشہ تھے ۔ گزارہ بھی معمولی تھا لیکن در حبیب پر حاضر ہو جاتے ۔ تو جب تک آقا اجازت نہ دے وہاں سے نہ ہلتے ۔ ان کپور تھلہ کے مخلصین کو ہی حضورؑ نے فرمایا تھا کہ

"آپ آخرت میں بھی میرے ساتھ ہوں گے ۔"

(اصحاب احمد جلد ۴ صفحہ ۸۱)

ان کے ساتھ بھی حضور کی شفقت اور محبت شفیق باپ کی طرح تھی ۔

ان میں سے ایک مخلص صحابی حضرت منشی محمد عبد اللہ صاحب سنوری تھے ۔ یہی وہ خوش قسمت ہیں جو سرخ سیاہی کے چھینٹوں کے نشان کے چشم دید گواہ ہیں ۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں اور حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلوی (والد محترم شیخ محمد احمد صاحب مظہر امیر جماعت احمدیہ لائلپور) قادیان آئے ہوئے تھے ۔ میں نے ان کے لئے اور منشی صاحب نے میرے لئے جانے کی اجازت مانگی تو حضورؑ نے فرمایا ابھی نہ جائیں ۔ اسی دوران مجھے گھر سے لڑکے کی ولادت کا خط آیا ۔ میں نے حضور کی خدمت میں پیش کر کے جانے کی اجازت چاہی ۔ حضور نے فرمایا اس غرض کے لئے جانا لازمی نہیں ۔ آپ ساتویں دن ہمیں یاد دلاویں ۔ اور گھر خط لکھ دیں کہ ساتویں دن اس کے بال منڈوا دیں ۔ پھر ساتویں روز حضور نے دو بکرے منگوا کر میرے بچے کا عقیقہ کر دیا ۔ اور فرمایا گھر خط لکھ دو ۔

(اصحاب احمد جلد ۴ صفحہ ۹۵)

آج کا باپ بھی اپنے کمانے والے بچے کے اس قسم کے اخراجات کی ذمہ داری نہیں لیتا یقیناً حضور علیہ السلام مصداق تھے اس حدیث کے کہ تمہارے بہتر امام وہ ہیں جن سے تم محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت کرتے ہیں ۔

"اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر فرشتے بھی تمہاری تعریف کریں تو تم ماریں کھاؤ اور خوش رہو اور گالیاں سنو اور شکر کرو اور ناکامیاں دیکھو اور پیوند مت توڑو تم خدا کی آخری جماعت ہو سو وہ عمل دکھلاؤ جو اپنے کمال میں انتہائی درجے پر ہو ۔"

(کشتی نوح صفحہ ۳۲)

مکرم شیخ نور احمد صاحب منیر پروفیسر جامعہ احمدیہ

۳۱۳ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

۲۴۔ حضرت صاحبزادہ پیر محمد سراج الحق صاحب جمالی نعمانی سرساوی

~~~ (۱) ~~~

حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف سرساوہ ضلع سہارنپور سے تعلق رکھتے تھے۔ چونکہ آپ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان کی اولاد میں سے تھے۔ اس لئے آپ نعمانی کہلاتے تھے۔ آپ کے والد ماجد کا نام شاہ حبیب الرحمٰن تھا۔ جو اپنے علاقہ میں ایک بزرگ اور پیر کی حیثیت رکھتے تھے۔ حضرت پیر نعمانی صاحب اپنے والد کی طرح غیر معمولی عزت و احترام سے دیکھے جاتے تھے۔ اور ان کے ہزاروں مرید تھے۔ آپ بچپن ہی سے ریاضت روحانی کرنے کے عادی تھے۔ علماء کی صحبت میں بیٹھنے کا آپ کو بہت شوق تھا۔ آپ درود شریف اور تلاوت قرآن کریم کثرت سے کیا کرتے تھے۔ آپ کے شہر میں ایک صاحب حافظ عبد اللہ صاحب آثار محشر نامی پنجابی کتاب ترنم کے ساتھ پڑھا کرتے تھے اس نظم میں مسیح موعود و مہدی کی آمد کا ذکر تھا۔ اس کتاب کے مندرجات اور انداز بیان سے آپ اس قدر متاثر تھے کہ ہر وقت دل و دماغ میں یہی مضمون جولانی کرتا کہ میں مسیح موعود اور مہدی مسعود کی ملاقات کروں۔ چنانچہ آپ نہایت رقت اور سوز سے خدا تعالیٰ کے حضور اپنی اس مبارک خواہش کی تکمیل کے لئے دعا کرتے خدا تعالیٰ نے آپ کی ان دعاؤں کو سنا اور قبول فرمایا۔ اور بذریعہ رویا آپ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی۔ آپ حضور کی ملاقات کے لئے لدھیانہ تشریف لے گئے۔ چنانچہ حضور کی صحبت مبارکہ اور آپ کے انفاس قدسیہ سے مستفید ہو کر آپ کے اندر ایک نئی روشنی پیدا ہو گئی۔ پانچ چھ ماہ کے بعد آپ ۱۸۸۱ء میں قادیان حضور کی ملاقات اور زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ ان ایام میں حضور کے مذہبی مضامین اخبارات میں شائع ہوا کرتے تھے۔

~~~ (۲) ~~~

جب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیعت لینے کا اعلان فرمایا۔ تو آپ نے بیعت کرنے

سے قبل استخارہ کیا۔ چنانچہ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت الہام ہوا۔

مَعَہٗ رِبِّیُّوْنَ کَثِیْرٌ۔

اس الہام کے بعد آپ لدھیانہ تشریف لے گئے۔ بیعت اولیٰ کے پہلے دن آپ لدھیانہ میں موجود تھے۔ مگر آپ نے اس دن بیعت نہیں کی بلکہ حضور سے خواہش کی کہ قادیان کی مسجد مبارک میں بیعت کروں گا۔ چنانچہ آپ نے ۱۸۸۹ء میں قادیان کی مسجد مبارک میں بیعت کی۔ حضرت پیر صاحب کو یہ تاریخی شرف بھی حاصل ہے کہ جب دہلی میں شیخ الحدیث مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی کے ساتھ حضور کا مباحثہ ہوا تو آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ تھے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کے متعلق فرماتے ہیں:-

"حبی فی اللہ صاحبزادہ سراج الحق صاحب ابوالنعمان محمد سراج الحق جمالی نعمانی ابن شاہ حبیب الرحمٰن ساکن سرساوہ ضلع سہارنپور از اولاد قطب الاقطاب شیخ جمال الدین احمد ہانسوی اکابر مخلصین اس عاجز سے ہیں۔ صاف باطن یک رنگ اور للہی کاموں میں جوش رکھنے والے اور اعلائے کلمۃ الحق کے لئے بدل و جان سعی و سرگرم ہیں۔ ...."

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۲۶)

جب آپ بیعت سے مشرف ہوئے تو آپ کی حالت اعتقاد میں نمایاں تغیر ہوا اور آپ کو عین الیقین کا درجہ حاصل ہوگیا۔ اس موضوع پر ایک کتاب تحریر فرمائی جس کا نام "تذکرۃ المہدی" ہے۔ اس کے دو حصے ہیں۔ ایک حصے میں وہ اپنے حالات اور واقعات جو حضرت پیر صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس قیام کرکے بچشم خود دیکھے ان کو قلم بند کیا ہے۔ ان واقعات کو حضرت خلیفۃ اول رضی اللہ عنہ نے ملاحظہ فرما کر بہت پسند فرمایا۔ یہ حالات اخبار الحق دہلی میں شائع ہوئے۔ بعد میں ان کو کتابی صورت میں شائع کیا گیا۔ اس کتاب میں حضور کے ایمان افروز واقعات تحریر ہیں۔ واقعات مباحثہ لدھیانہ و کوائف مباحثہ دہلی بالتفصیل درج ہیں۔ حضور کے شمائل و سیرت مذکور ہیں۔

"تذکرۃ المہدی" کئی اہم علمی مسائل پر بھی مشتمل ہے۔ حضرت پیر صاحب کو اپنے زمانہ حیات میں جن علماء سے تبادلہ خیالات و گفتگو کا موقعہ ملا۔ وہ بھی اس میں درج ہیں۔ کتاب مذکور قابل مطالعہ ہے۔ اور اس کے انداز تحریر میں جاذبیت اور ایمانی حلاوت ہے۔

(۲)

حضرت صاحبزادہ صاحب اپنے علاقہ میں عزت و وقار رکھتے تھے۔ اور آپ کے ہزاروں مرید تھے جو آپ کی خدمت کے لئے ہر وقت کمربستہ رہتے۔

مگر آپ نے ہر قسم کی عزت و خدمت پر لات مار دی اور صداقت قبول کر کے آپ حضرت مہدی علیہ السلام اور امام الزمان کی بیعت میں شامل ہو گئے۔ اور ہجرت کر کے قادیان میں آ گئے۔ یہ ایک بہت بڑی قربانی تھی۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس میں استقامت عطا فرمائی۔ آپ حضور کی طرف سے خطوط کا جواب بھی دیا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں آپ کو نماز کی امامت کے فرائض بھی گاہے بگاہے سرانجام دینے کا شرف حاصل

حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کو "صاحبزادہ صاحب" کے الفاظ سے موسوم کرتے۔ آپ حضور کی کئی پیشگوئیوں اور نشانات کے چشم دید گواہ تھے۔ خاکسار راقم نے آپ کو قادیان میں ذکر حبیب کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے مسجد اقصیٰ میں دیکھا ہے۔ دراز قد اور دُبلے جسم کے تھے چہرہ سے نورانیت اور روحانیت کے آثار ہویدا تھے۔ ان سے مصافحہ بھی کیا۔ آپ نے ۳ر جنوری ۱۹۳۵ء کو وفات پائی اور ۴ر جنوری ۱۹۳۵ء کو بہشتی مقبرہ قادیان میں مدفون ہوئے۔

اِنفَاق فِی سَبِیلِ اللہِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"یہ مت خیال کرو کہ تم کوئی حصہ مال کا دے کر یا کسی اور رنگ سے کوئی خدمت بجا لا کر خدا تعالیٰ اور اس کے فرستادہ پر کچھ احسان کرتے ہو بلکہ یہ اُس کا احسان ہے کہ تمہیں اس خدمت کے لئے بلاتا ہے۔۔۔۔

اگر تم اس قدر خدمت بجا لاؤ کہ اپنی غیر منقولہ جائدادوں کو اس کی راہ میں بیچ دو۔ پھر بھی ادب سے دور ہو گا کہ تم خیال کرو کہ ہم نے کوئی خدمت کی ہے۔۔۔۔"

(تبلیغ رسالت جلد دہم صفحہ ۵۵، ۵۶)

ریٹائرڈ لیفٹیننٹ کمانڈر عبدالمومن صاحب کراچی

نیا نظام۔ نیا آسمان اور نئی زمین

یہ جو تین الفاظ عنوان کے طور پر میں نے دیئے ہیں۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک تحریر میں سے لئے گئے ہیں۔ جو تذکرہ میں ہیں (پرانا ایڈیشن ص۱۹۵) یہ الفاظ ایک عظیم الشان کشف کے بیان میں سے ہیں۔ جس میں حضور نے یہ دیکھا کہ حضور فرماتے ہیں:۔

"کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔"

اسی طرح حضور کا ایک الہام ہے۔

یوم تبدل الارض غیر الارض

یعنی جب اہل زمین کے حالات اور خیالات میں انقلاب برپا ہو جائے گا

اس مضمون میں میں نئی زمین کی تشریح کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ نیا آسمان اور نیا نظام وہ روحانی نظام ہے۔ جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس دنیا کی نجات کے لئے لائے ہیں۔ اور نئی زمین کی تشریح میری رائے میں بہت حد تک تاریخی اور واقعاتی ہے۔ میری دانست میں نئی زمین سے مراد اس مادی دنیا کی وہ حیرت انگیز تبدیلی ہے جو اسلام کے مفاد میں گزشتہ ایک صدی میں رونما ہوئی۔ اور ایسا کرنے میں خدا تعالے نے اپنی قدرت کا غیر معمولی جلوہ دکھایا ہے۔ خدا تعالے آسمان پر جب کوئی فیصلہ کرتا ہے تو اس کا ہر وہ پہلو جو انسانی استطاعت سے بالاتر ہو۔ خدا تعالے اپنی قدرت سے خود مقدر کر دیتا ہے۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ جس زمانے میں خدا تعالیٰ نے فرعون سے یہ کہا کہ میں تمہارے جسم کو آئندہ آنے والے لوگوں کے لئے عبرت کے طور پر محفوظ کروں گا۔ تو ساتھ ہی اس سائنسی فن کے سارے علوم اور تدابیر اس زمانے کے سائنسدانوں کو خدائی تصرف نے سکھا دیئے۔ اور جو نہی فرعون کے جسم کو محفوظ کرنے کا کارنامہ سرانجام پایا تو اس قوم نے اس فن کو بھلا دیا گویا کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالے نے ایک آسمانی نشان کے اظہار کی ضرورت کے مطابق اس زمانے کے لوگوں کی عقلی اور فنی صلاحیت کو اپنے ارادہ کے مطابق بدل ڈالا تھا۔

زمانہ حال میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کشفی الفاظ سے جو خدا تعالیٰ کا ارادہ معلوم ہوتا ہے واقعات کی روشنی میں ایک زبردست نشان ہے۔ کیونکہ جو زمینی تغیرات رونما ہوئے ہیں وہ علاقائی نہیں بلکہ عالمگیر ہیں۔ اس سے انسانی زندگی کے اخلاقی، تمدنی، سماجی اور دیگر پہلو حیرت انگیز طور پر متاثر ہوئے ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ تک جتنی ترقی سائنسی دنیا نے کی۔ اس سے کئی گنا ترقی اور تغیر صرف اس صدی میں ظاہر ہوئے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صدی ہے۔

اب میں ان تغیرات میں سے بعض کو ایک ایک کرکے بیان کرتا ہوں:

زمین پر سفر کرنے کے لئے انسان نے قدیم سے جانوروں کو استعمال کیا ہے۔ اور ترقی کرتے ہوئے گزشتہ صدی تک انسان سائیکل کے استعمال تک پہنچا جس کو کرک پیٹرک میک ملن نامی شخص (وفات ۱۸۷۸ء) نے ایجاد کی۔ ۱۸۷۸ء سے ۱۹۷۸ء کے سو سال میں ذرائع سفر میں اس قدر انقلاب آ گیا۔ کہ دنیا ایک شہر کی طرح سمٹ کے رہ گئی ہے۔ یہ صدی سائیکل سے شروع ہوئی اور خلائی جہاز تک پہنچ گئی۔

مواصلات کا نظام گزشتہ صدی تک بہت محدود تھا۔ اس نظام کو اس صدی میں ٹیلیفون اور ٹیلیگرام وغیرہ سہولتوں میں بدلنے والے موجد الیگزنڈر بیل اور سیموئیل مورس بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہم زمانہ تھے۔ اس کے بعد تیزی کے ساتھ ریڈیو اور ٹیلیویژن کی ایجادات نے پیغام رسانی کے نظام میں انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ . . . .

. . . .

جنگی ہتھیاروں میں آدم علیہ السلام سے لے کر گزشتہ صدی تک جو ترقی ہوئی اس کو ہم تلوار سے بندوق اور توپ تک محدود کر سکتے ہیں۔ مگر جو ایجادات زمانہ حال میں ہوئیں اس نے بندوق کو نیوکلیئر بم تک پہنچا دیا۔ ایسے کارناموں کا موجد البرٹ آئن سٹائن بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں پیدا ہوا۔

سائنسی دنیا جو فزکس اور کیمسٹری سے تعلق رکھتی ہے۔ اس نے بھی اس صدی میں محیر العقول ترقی کی ہے۔

گزشتہ صدی میں ایلوپیتھی میڈیسن میں اینٹی سیپٹک جیسی ادنیٰ دوائی کا تصور بھی نہیں تھا۔ اگر دوا موجود تھی تو اس کی افادیت

سے انسان بے خبر تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ اکثر سرجیکل اپریشن کا نتیجہ سیپٹک ہونے کی وجہ سے ہلاکت ہوتا تھا۔ اینٹی سیپٹک ایجاد کرنے والا جوزف لسٹن ۱۸۲۷ء میں پیدا ہوا۔

اگر کوئی جراثیم انسان میں داخل ہو جاتا تو اس کے وہاں سے نکلنے کا کوئی ذریعہ انسان کے ہاتھ میں نہیں تھا۔ یہاں تک کہ قریباً ۱۹۴۰ء تک جب الیگزنڈر فیولنگ نے پنسلین ایجاد کی ۔ انفکشن سے ہونے والے امراض کا نتیجہ بکثرت ہلاکت تھی۔ چنانچہ پہلی عالمی جنگ میں زیادہ تر اموات کی وجہ اینٹی سیپٹک اور اینٹی بایوٹک کی عدم موجودگی تھی۔ اس زمانہ کے اپریشن تھیٹر کو نیم مردہ خانہ کی طرح سمجھا جاتا تھا۔ گزشتہ صدی کے اپریشن بھی بغیر بیہوشی کے ہوتے تھے۔ پہلی دفعہ بے ہوش کرنے کا کارنامہ ۱۶ اکتوبر ۱۸۴۶ء میں امریکہ میں ہوا۔

چیچک ایک ایسا مرض تھا جو خوفناک سمجھا جاتا تھا۔ کیونکہ یہ جان لینے کے علاوہ بیماری سے بچنے والوں کی بینائی بھی بکثرت ضائع کر دیتا تھا۔ اور بسا اوقات محلوں کی آبادی کا صفایا کر دیتا تھا۔ اس کے ٹیکے کا موجد ایڈورڈ جینر ۱۸۲۳ء تک زندہ رہا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیدائش سے بہت قریب کا زمانہ ہے۔

ہیضہ کا مرض بھی ایسا ہی خوفناک تھا کہ ہندوستان میں گزشتہ صدی میں اوسطاً دو لاکھ آدمی سالانہ مرجاتے تھے۔ یہ وبا عام طور پر سرد علاقوں میں نہیں پھیلتی پھر بھی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ صرف روس میں ۱۸۹۲ء میں دس لاکھ آدمی اس مرض سے مرگئے تھے۔ اس کا ٹیکہ ہاف کائن نامی ایک شخص نے ۱۸۹۲ء میں ایجاد کیا۔ ٹائیفائڈ بخار بھی ایسی وبا تھی جو زیادہ تر نوجوانوں کی جان لیتا تھا۔ سر آمروتھ رائٹ نے ۱۸۹۷ء میں اس کا ٹیکہ تیار کیا۔ ان سب نعمتوں کے علاوہ طاعون پولیو، ڈیپتھیریا، نمونیا اور ٹیٹنس وغیرہ بہت سی بیماریاں جن کو ہمارے زمانہ میں ٹیکوں کے ذریعہ قابو کیا گیا ہے۔ اینٹی بایوٹک ادویات زمانہ حال کی عظیم نعمتوں میں سے ہیں جن کی وجہ سے تباہ کن امراض سے مریض بہت حد تک بے خوف ہوگئے۔

زمین کی یہ تبدیلی یا اہل زمین کے حالات کی یہ جملہ تبدیلیاں بلاوجہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ مقدر فرمایا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ساری دنیا میں اسلام کو غالب فرمائے۔ اسلام کے عالمگیر غلبہ کے لئے اور کفر و شرک، دہریت اور انسان پرستی کو بیخ و بن سے اکھاڑنے کے لئے اللہ تعالیٰ ایسی تبدیلیاں لارہا ہے۔

جن کے نتیجہ میں ہزاروں سال سے جڑ پکڑنے والے فاسد عقائد اور توہمات خود بخود نابود ہو جائیں گے اور ایک خدا کی پرستش ہوگی۔ اور اس کے عظیم الشان رسول محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لایا ہوا دین اسلام غالب ہوگا اور پھر ایک نئی زمین ہوگی اور نیا آسمان ہوگا اور اللہ تعالیٰ احمدیت کے ذریعہ ایک نیا نظام اس دنیا میں نافذ فرمائے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک دُعا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"اے رب العالمین تیرے احسانوں کا میں شکر نہیں کر سکتا۔ تو نہایت ہی رحیم و کریم ہے۔ تیرے بے نہایت مجھ پر احسان ہیں میرے گناہ بخش تا میں ہلاک نہ ہو جاؤں میرے دل میں اپنی خالص محبت ڈال تا مجھے زندگی حاصل ہو اور میری پردہ پوشی فرما۔ اور مجھ سے ایسے عمل کرا جن سے تو راضی ہو جائے اور میں تیرے وجہ کریم کے ساتھ اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب مجھ پر وارد ہو۔ رحم فرما اور دنیا اور آخرت کی بلاؤں سے مجھے بچا کہ ہر ایک فضل و کرم تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔

آمین ثم آمین

مکرم سید احمد علی صاحب قائد تربیت

رسوم و بدعات سے متعلق امام آخر الزمان کے ارشادات عالیہ

وصف نبوی

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک وصف و کارنامہ یہ بیان فرمایا ہے۔

وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ

(الاعراف ع ۱۹)

کہ یہ نبی ان کے بوجھ جو ان پر لادے ہوئے تھے اور طوق جو ان کے گلوں میں ڈالے ہوئے تھے وہ ان سے دور کرتا ہے۔

ایک اہم ارشاد نبوی

خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی خدائی منشاء کے ماتحت اپنی امت کو یہ ارشاد فرمایا۔

فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ

(مشکوٰۃ ص ۳۰)

اے مسلمانو! تم پر میری سنت پر اور میرے خلفائے راشدین کی سنت پر عمل کرنا واجب ہے جو کہ خود ہدایت یافتہ ہیں اور لوگوں کو راہِ ہدایت دکھانے والے ہیں۔ اس سنت کو مضبوطی سے پکڑے رہو۔ اور خود کو خدا اور رسول کے احکام کے سوا نئی نئی رسوم سے بچانا۔ کیونکہ دین اسلام میں ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت ضلالت اور گمراہی ہے۔

گویا نہ صرف خدا تعالیٰ نے بلکہ خود شارع علیہ السلام نے رسم و رواج اور بدعات سے منع

کیا بلکہ پرانے رسوم کے طوق اور زنجیریں اتار دیں۔

ارشاد امام الزمانؑ

اس زمانے میں خدا نے اشاعت اسلام کے لئے جس موعود امام آخر الزمان کو ان خرابیوں کے دور کرنے کے لئے مبعوث فرمایا انہوں نے بھی آکر یہ ہدایت فرمائی کہ

۱۔ "کتاب اللہ کے برخلاف جو کچھ ہو رہا ہے وہ سب بدعت ہے اور سب بدعت فی النار ہے۔ اسلام اس بات کا نام ہے کہ بجز اس قانون کے جو مقرر ہے اِدھر اُدھر بالکل نہ جاوے کسی کا کیا حق ہے کہ بار بار ایک شریعت بناوے۔"

(ملفوظات جلد ۵ صـ۱۶۳)

۲۔ فرمایا:-

"اس وقت جو اَب قبر، کنجریوں کے میلے اور مختلف طریقے ذکر جن میں سے ایک ارّہ کا ذکر بھی ہے ہوتے ہیں۔ لیکن ہمارا سوال ہے کہ کیا خدا بھول گیا تھا کہ اس نے یہ باتیں کتاب میں نہ لکھ دیں نہ رسول کو بتائیں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت جانتا ہے اسے ماننا پڑے گا کہ اللہ اور اس کے رسول کے فرمودہ کے باہر نہ جانا چاہیئے۔"

(ملفوظات جلد ۵ صـ۱۶۳)

۳۔ شرک اور بدعت سے اجتناب کرنا چاہیئے رسوم کا تابع اور ہوا و ہوس کا مطیع نہ بننا چاہیئے۔ دیکھو میں پھر کہتا ہوں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سچی گواہی کے سوا اور کسی طرح انسان کامیاب نہیں ہوسکتا۔"

(ایضاً جلد ۵ صـ۱۲۵)

رضائے الٰہی کا طریق

فرمایا:-

"اللہ تعالےٰ کے خوش کرنے کا ایک یہی طریق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی فرمانبرداری کی جائے۔ دیکھا جاتا ہے کہ لوگ طرح طرح کی رسومات میں گرفتار ہیں۔ کوئی مرجاتا ہے تو قسم قسم کی بدعات اور رسومات کی جاتی ہیں۔ حالانکہ چاہیئے کہ مردہ کے حق میں دعا کریں۔ اور رسومات کی بجا آوری میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صرف مخالفت ہی نہیں بلکہ ان کی ہتک بھی کی جاتی ہے اور وہ اس طرح سے کہ گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کلام کو کافی نہیں سمجھا جاتا۔ اگر کافی

خیال کرتے تو اپنی طرف سے رسومات کے گھڑنے کی کیوں ضرورت پڑتی؟"
(ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۱۴۸)

ذیل میں چند رسوم و بدعات کا ذکر اور ان کے بارہ میں امام آخرالزمان کے ارشادات پیش کئے جاتے ہیں تاکہ احباب جماعت ایسے ارتکاب سے بچیں۔

قُل خوانی

۱۔ "قُل خوانی کی کوئی اصل شریعت میں نہیں ہے البتہ صدقہ، دعا اور استغفار میت کو پہنچتے ہیں۔" (ایضاً جلد ۶ صفحہ ۲۹)

۲۔ "صحابہ کرام بھی فوت ہوتے۔ کیا کسی کے قُل پڑھے گئے۔ صدہا سال کے بعد اور بدعتوں کی طرح یہ بھی ایک بدعت نکل آئی ہوئی ہے۔"
(ایضاً جلد ۶ صفحہ ۳۹)

اسقاط

"ایک طریق اسقاط کا رکھا گیا ہے کہ قرآن شریف کو چکر دیتے ہیں۔ یہ اصل میں قرآن شریف کی بے ادبی ہے۔ انسان خدا سے سچا تعلق رکھنے والا نہیں ہو سکتا جب تک سب نظر خدا پر نہ ہو۔" (ایضاً ۶ صفحہ ۳۹)

۱۰ محرم

"سوال کیا گیا کہ محرم کے دنوں میں جو شربت چاول وغیرہ تقسیم کرتے ہیں۔ اگر یہ للہ بہ نیت ایصال ثواب ہو تو اس کے متعلق حضور کا کیا ارشاد ہے؟
فرمایا۔
"ایسے کاموں کے لئے دن اور وقت مقرر کر دینا ایک رسم و بدعت ہے اور آہستہ آہستہ ایسی رسمیں شرک کی طرف لے جاتی ہیں۔ پس اس سے پرہیز کرنا چاہیئے کیونکہ ایسی رسموں کا انجام اچھا نہیں۔ ابتداء میں اسی خیال سے ہو مگر اب تو اس نے شرک اور غیر اللہ کے نام کا رنگ اختیار کر لیا ہے اس لئے ہم اسے ناجائز قرار دیتے ہیں۔ جب تک ایسی رسوم کا قلع قمع نہ ہو عقائد باطلہ دور نہیں ہوتے۔"
(ایضاً جلد ۳ صفحہ ۲۱۳، ۲۱۴)

متبنّیٰ بنانا

کسی کا ذکر تھا کہ اس کے اولاد نہ تھی اور اس نے ایک اور شخص کے بیٹے کو اپنا بیٹا بنا کر اپنی جائداد کا وارث کر دیا تھا۔ فرمایا۔
"یہ فعل شرعاً حرام ہے شریعت اسلام کے مطابق دوسرے کے بیٹے کو اپنا بیٹا بنانا قطعاً حرام ہے۔"

(ایضاً جلد ۹ صفحہ ۴۳۴)

نصف شعبان

"نصف شعبان کی نسبت فرمایا کہ یہ رسوم حلوہ وغیرہ سب بدعات ہیں۔"
(ایضاً جلد ۹ صفحہ ۲۹۴)

نماز کے بعد دعا

"آج کل لوگ جلدی جلدی نماز کو ختم کرتے ہیں اور پیچھے لمبی دعائیں مانگنے بیٹھتے ہیں یہ بدعت ہے۔"
(بدر یکم مئی ۱۹۰۳ء بحوالہ فتاوی صفحہ ۲۳)

مُردہ کا ختم

"سوال:۔ مُردہ کا ختم وغیرہ جو کرایا جاتا ہے یہ جائز ہے یا ناجائز؟

جواب:۔ اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے صرف دعا اور صدقہ میت کو پہنچتا ہے مومن کو چاہیئے نماز پنجگانہ ادا کرے۔ اور رکوع و سجود میں میت کے لئے دعا کرے۔ یہ طریق نہیں کہ الگ کلام پڑھ کر بخشے۔"
(بدر ۱۶ مارچ ۱۹۰۲ء فتاوی صفحہ ۸۹)

طعام پر فاتحہ خوانی

"سوال:۔ روٹیوں پر فاتحہ پڑھنے کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب:۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی روٹیوں پر قرآن پڑھا ہے؟"

ایک اور سوال کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:۔

"خیرات تو ہر طرح اور ہر رنگ میں جائز ہے۔ اور جسے چاہیے انسان دے مگر اس فاتحہ خوانی سے ہمیں نہیں معلوم کیا فائدہ اور یہ کیوں جاتا ہے؟ میرے خیال میں یہ جو ہمارے ملک میں رسم جاری ہے اور اس پر کچھ قرآن شریف وغیرہ پڑھا کرتے ہیں، یہ طریق تو شرک ہے اور اس کا ثبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے نہیں۔ غرباء و مساکین کو بے شک کھانا کھلاؤ۔"
(بدر ۳ر اپریل ۱۹۰۳ء صفحہ ۸۳ الخ فتاوی صفحہ ۱۰۰)

غیر اقوام سے رشتہ و ناطہ

"ہماری قوم میں یہ بھی ایک نہایت بد رسم ہے کہ دوسری قوم کو لڑکی دینا پسند نہیں کرتے بلکہ حتی الوسع لینا بھی پسند نہیں کرتے۔ یہ سراسر تکبر اور نخوت کا طریقہ ہے۔ جو کہ سراسر احکام شریعت

کے برخلاف ہے۔ بنی آدم سب
خداتعالیٰ کے بندے ہیں۔ رشتہ ناطہ
میں صرف یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ جس سے
نکاح کیا جاتا ہے وہ نیک بخت اور
نیک وضع آدمی ہے اور کسی ایسی
آفت میں مبتلا نہیں جو موجب فتنہ
ہو۔ اور یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلام
میں قوموں کا کچھ بھی لحاظ نہیں۔ صرف
تقویٰ اور نیک بختی کا لحاظ ہے۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان اکرمکم
عند اللہ اتقاکم۔ یعنی تم میں
سے خداتعالیٰ کے نزدیک زیادہ تر
بزرگ وہی ہے۔ جو زیادہ پرہیزگار
ہے۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد اول ص۷)

شادیوں میں بے جا خرچ اور بھاجی تقسیم کرنا

"ہماری قوم میں یہ بھی ایک بد رسم ہے
کہ شادیوں میں صدہا روپیہ کا فضول
خرچ ہوتا ہے۔ سو یاد رکھنا چاہیئے
کہ شیخی اور بڑائی کے طور پر برادری
میں بھاجی تقسیم کرنا اور اس کا دینا
اور کھانا۔ یہ دونوں باتیں عند الشرع
حرام ہیں اور آتشبازی چلوانا اور
کنجروں اور ڈوموں کو دینا یہ سب حرام
مطلق ہے۔ ناحق روپیہ ضائع جاتا ہے۔
گناہ سر پر چڑھتا ہے۔ صرف اتنا حکم ہے
کہ نکاح کرنے والا نکاح کے بعد ولیمہ
کرے۔ یعنی دوستوں کو کھانا پکا کر
کھلا دیوے۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد اول ص۱۷)

شادی میں آتشبازی اور تماشا

"آتشبازی اور تماشہ بالکل منع ہے۔
اس سے مخلوق کو کوئی فائدہ بجز نقصان
کے نہیں ہے۔ رنڈی کا تماشہ آتشبازی
فسق و فجور اور اسراف ہے یہ جائز
نہیں" (الحکم ۲۴ اپریل ۱۹۰۳ء ص۱۱
و فتاوے ص۱۵۰ و ص۱۵۲)

چہلم کرنا

چہلم کرنے کے بارے میں فرمایا کہ
"یہ رسم سنت سے باہر ہے۔"
(فتاوے ص۲۴۵)

فاتحہ خوانی

فرمایا:۔
"میت کے لئے فاتحہ خوانی کے لئے
جو بیٹھتے ہیں۔ یہ درست نہیں ہے یہ
بدعت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

سے ثابت نہیں کہ اس طرح صف
بچھا کر بیٹھتے اور فاتحہ خوانی کرتے تھے"
(ملفوظات جلد ۶ ص۳۹)

۲۔ سوال پیش ہوا کہ کسی کے مرنے کے بعد چند روز لوگ ایک جگہ جمع رہتے اور فاتحہ خوانی کرتے ہیں۔ فاتحہ خوانی ایک دعائے مغفرت ہے۔ پس اس میں کیا مضائقہ ہے۔؟

فرمایا کہ:۔

"سوال یہ ہے کہ آیا نبی کریمؐ یا صحابہ کرامؓ اور ائمہ عظام میں سے کسی نے یہ کیا؟ جب نہیں کیا تو کیا ضرورت ہے خواہ مخواہ بدعات کا دروازہ کھولنے کی؟ ہمارا مذہب تو یہی ہے کہ اس رسم کی کچھ ضرورت نہیں ناجائز ہے جو جنازہ میں شامل نہ ہو سکے وہ اپنے طور پر دعا کرے۔ یا جنازہ غائب پڑھ دیں۔"

(ملفوظات جلد ۹ ص۲۷۷)

میت کو قرآن پڑھ کر پہنچانا

فرمایا:۔

"میت کو ۔۔۔۔ قرآن شریف پڑھ کر پہنچانا حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے ثابت نہیں ہے۔ اس کی بجائے دعا ہے جو میت کے حق میں کرنی چاہیئے"

(ملفوظات جلد ۸ ص۴۰۵)

فقراء کی بدعتیں

فرمایا:۔

"ہمارا طریق بعینہٖ وہی ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کا تھا۔ آجکل فقراء نے کئی بدعتیں نکال لی ہیں۔ یہ چلے ورد وظائف جو انہوں نے رائج کر لئے ہیں ہمیں ناپسند ہیں۔ اصل طریق اسلام قرآن مجید کو تدبر سے پڑھنا اور جو کچھ اس میں ہے اس پر عمل کرنا اور نماز توجہ کے ساتھ پڑھنا اور دعائیں توجہ اور انابت الی اللہ کے ساتھ کرتے رہنا۔ بس نماز ہی ایسی چیز ہے جو معراج کے مراتب تک پہنچا دیتی ہے۔ یہ ہے تو سب کچھ ہے۔"

(ملفوظات جلد ۱۰ ص۱۰)

اُجرت پر امام رکھنا

فرمایا:۔

"صحابہؓ میں کہیں نظیر نہیں ہے کہ اس طرح اُجرت پر امامت کرائی ہو۔"

(ایضاً جلد ۵ ص۲۱)

داڑھی اور مونچھ

داڑھی اور مونچھ کے متعلق ذکر آیا کہ نئے نئے فیشن نکلتے ہیں۔ کوئی داڑھی منڈواتا ہے۔ کوئی ہر دو داڑھی اور مونچھ منڈواتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:۔

۱۔ "مستحسن یہی بات ہے جو شریعت اسلام نے مقرر کی ہے کہ مونچھیں کٹائی جائیں اور داڑھی بڑھائی جائے۔"

(ملفوظات جلد ۹ صفحہ ۴۳۸)

۲۔ "داڑھی کا جو طریق انبیاء اور راستبازوں نے اختیار کیا ہے۔ وہ بہت پسندیدہ ہے۔ البتہ اگر بہت لمبی ہو تو ایک مشت رکھ کر کٹوا دینی چاہیئے۔ یا یک مشت رہے۔"

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۳۸۸)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کا ارشاد

فرمایا:۔

۱۔ "بد رسوم اور ایمان کامل اکٹھے نہیں ہو سکتے۔۔۔۔ اسلام کی اشاعت اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور جلال کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے جس قسم کی قربانی اور جس حد تک قربانی دینا ضروری کا ہے۔ جو شخص رسوم کے بندھنوں میں بندھا ہوا ہے وہ اس حد تک قربانی نہیں دے سکتا۔ بعض لوگ ہماری جماعت میں بھی ہیں جو مثلاً اپنی لڑکی کی شادی کرتے وقت خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے سادہ طریق کو چھوڑ کر اپنی خاندانی رسوم کے مطابق اسراف کی راہ اختیار کرتے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں وہ مقروض ہو جاتے ہیں۔۔۔۔ حالانکہ خدا تعالیٰ نے انہیں فرمایا تھا کہ تم رسوم کو چھوڑ دو۔ اور بدعات کو ترک کر دو۔ مگر انہوں نے رسوم کو نہ چھوڑا۔ خدا تعالیٰ کی ناراضگی بھی مول لی اور قرض میں بھی مبتلا ہو گئے۔"

(الفضل ۲۸ ستمبر ۱۹۶۶ء)

۲۔ "جو شخص رسوم اور بدعات کو نہیں چھوڑتا۔ جس طرح اس کا ایمان پختہ نہیں اسی طرح وہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مدد اور اسلام کی تقویت کے لئے وہ قربانیاں بھی نہیں دے سکتا۔ جن قربانیوں کا اسلام اس سے مطالبہ کرتا ہے۔" (ایضاً ۲۸ ستمبر ۱۹۶۶ء)

۳۔ "پس ہر احمدی پر ہر احمدی خاندان اور ہر احمدی تنظیم پر فرض ہے کہ وہ خود بھی اپنے آپ کو رسوم اور بدعتوں سے بچائے رکھے اور اس بات کی بھی نگرانی کرے۔ کہ کوئی احمدی بھی رسم و رواج کی پابندی کرنے والا نہ ہو اور بدعات میں پھنسا ہوا نہ ہو۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو ان رسوم و بدعات سے محفوظ رکھے آمین

ایک تمثیل

بیان فرمودہ حضرت عیسیٰ ابن مریم مسیح ناصری علیہ السلام

ایک اور تمثیل سنو۔ ایک گھر کا مالک تھا جس نے تاکستان لگایا اور اس کی چاروں طرف احاطہ گھیرا اور اس میں حوض کھودا اور برج بنایا اور اسے باغبانوں کو ٹھیکے پر دے کر پردیس چلا گیا اور جب پھل کا موسم قریب آیا تو اس نے اپنے نوکروں کو باغبانوں کے پاس اپنا پھل لینے کو بھیجا۔ اور باغبانوں نے اس کے نوکروں کو پکڑ کر کسی کو پیٹا اور کسی کو قتل کیا اور کسی کو سنگسار کیا۔ پھر اس نے اور نوکروں کو بھیجا جو پہلے سے زیادہ تھے۔ اور انہوں نے ان کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا۔ آخر اس نے اپنے بیٹے کو ان کے پاس یہ کہہ کر بھیجا کہ وہ میرے بیٹے کا تو لحاظ کریں گے۔ جب باغبانوں نے بیٹے کو دیکھا تو آپس میں کہا یہی وارث ہے آؤ اسے قتل کرکے اس کی میراث پر قبضہ کرلیں۔ اور اسے پکڑ کر تاکستان سے باہر نکالا۔ اور قتل کر دیا۔ پس جب تاکستان کا مالک آئے گا تو ان باغبانوں کے ساتھ کیا سلوک کرے گا؟ انہوں نے اس سے کہا ان بدکاروں کو بری طرح ہلاک کرے گا۔ اور تاکستان کا ٹھیکہ دوسرے باغبانوں کو دے گا جو موسم پر اس کا پھل دیں۔ یسوع نے ان سے کہا کیا تم نے کتاب مقدس میں کبھی نہیں پڑھا۔ کہ جس پتھر کو معماروں نے رد کیا وہی کونے کے سرے کا پتھر ہو گیا۔ یہ خداوند کی طرف سے ہوا۔ اور ہماری نظروں میں عجیب ہے اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جائے گی اور اس قوم کو جو اس کے پھل لائے گی دیدی جائے گی اور جو اس پتھر پر گرے گا ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔ لیکن جس پر وہ گرے گا اسے پیس ڈالے گا۔ (متی باب ۲۱)

ایک اور تمثیل

بیان فرمودہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام

"بہت سے راستبازوں نے آرزو کی کہ اس زمانہ کو دیکھیں مگر دیکھ نہ سکے۔ مگر افسوس کہ ان لوگوں نے دیکھا مگر قبول نہ کیا۔ ان کی حالت کو میں کس قوم کی حالت سے تشبیہ دوں۔ ان کی نسبت یہی تمثیل ٹھیک آتی ہے کہ

ایک بادشاہ نے اپنے وعدہ کے موافق ایک شہر میں اپنی طرف سے ایک حاکم مقرر کرکے بھیجا۔ تا وہ دیکھے کہ درحقیقت مطیع کون ہے اور نافرمان کون؟ اور تا ان تمام جھگڑوں کا تصفیہ بھی ہو جائے۔ جو ان میں واقع ہو رہے ہیں۔ چنانچہ وہ حاکم عین اس وقت میں جبکہ اس کے آنے کی ضرورت تھی آیا اور اس نے اپنے آقائے نامدار کا پیغام پہنچا دیا اور سب لوگوں کو راہ راست کی طرف بلایا۔ اور اپنا حکم ہونا ان پر ظاہر کر دیا۔ لیکن وہ اس کے ملازم سرکاری ہونے کی نسبت شک میں پڑ گئے تب اس نے ایسے نشان دکھلائے جو ملازموں سے ہی خاص ہوتے ہیں۔ مگر انہوں نے نہ مانا۔ اور اسے قبول نہ کیا بلکہ اس کو پکڑ کر بے عزت کیا۔ اور اس کے منہ پر تھوکا اور اس کے مارنے کے لئے دوڑے اور بہت سی تحقیر و تذلیل کی اور بہت سی سخت زبانی کے ساتھ اس کو جھٹلایا۔ تب ان کے ہاتھ سے وہ تمام آزار اٹھا کر جو اس کے حق میں مقدر تھے اپنے بادشاہ کی طرف واپس چلا گیا۔ اور وہ لوگ جنہوں نے اس کا ایسا بُرا حال کیا۔ کسی اور حاکم کے آنے کے منتظر بیٹھے رہے اور جہالت کی راہ سے اسی خیال باطل پر جمے رہے کہ یہ تو حاکم نہیں تھا بلکہ وہ اور شخص ہے جو آئے گا جس کی انتظاری ہمیں کرنی چاہیئے۔ سو وہ سارا دن اس شخص کی انتظار کرتے رہے اور

اٹھ اٹھ کر دیکھتے رہے کہ کب آتا ہے۔ اور اس وعدہ کا باہم ذکر کرتے رہے جو بادشاہ کی طرف سے تھا۔ یہاں تک کہ انتظار کرتے کرتے سورج غروب ہونے لگا اور کوئی نہ آیا۔ آخر شام کے قریب بہت سے پولیس کے سپاہی آئے جن کے ساتھ بہت سی ہتھکڑیاں بھی تھیں۔ سو انہوں نے آتے ہی ان شریروں کے شہر کو پھونک دیا۔ اور پھر سب کو پکڑ کر ایک ایک کو ہتھکڑی لگا دی۔ اور عدالت شاہی کی طرف بجرم عدول حکمی اور مقابلہ ملازم سرکاری چالان کر دیا۔ جہاں سے انہیں وہ سزائیں مل گئیں جن کے وہ سزاوار تھے۔"

(ازالۂ اوہام صفحہ ۱۹۰ و صفحہ ۱۹۱)

معجزات کے اقسام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"معجزات تین قسم کے ہوتے ہیں دعائیہ۔ ارہاصیہ اور قوت قدسیہ کے معجزات ارہاصیہ میں دعا کو دخل نہیں ہوتا۔ قوت قدسیہ کے معجزات ایسے ہوتے ہیں جیسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پانی میں انگلیاں ڈال دی تھیں اور لوگ پانی پیتے چلے گئے۔ یا کنوئیں میں لب مبارک گرا دیا اور اس کا پانی میٹھا ہو گیا۔ مسیحؑ کے معجزات اس قسم کے بھی تھے۔ خود ہم کو اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔"

(الحکم جلد ۱۲ نمبر ۴۸ صفحہ ۴ مورخہ ۲۶ جولائی ۱۹۰۸ء)

ستمبر ۱۹۷۹ء

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اخویم مکرم زعیم / زعیم اعلیٰ صاحب مجلس انصار اللہ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

انصار اللہ کا بائیسواں سالانہ اجتماع ۲۶-۲۷-۲۸ اخاء / اکتوبر ۱۳۵۸ ہش / ۱۹۷۹ء بروز جمعہ ہفتہ - اتوار ربوہ میں منعقد ہو رہا ہے۔ یہ اجتماع بہت سی برکات کا حامل ہوتا ہے۔ تربیت نفس کا بہترین موقعہ فراہم کرتا ہے۔ دعاؤں اور انابت الی اللہ کا ایک مخصوص ماحول ہوتا ہے۔ ان برکات سے متمتع ہونے کے لئے ازراہ کرم اس بابرکت اجتماع میں خود بھی شمولیت فرمائیں اور دیگر انصار کو بھی بھرپور تحریک فرمائیں کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہوں جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ حضور کا یہ ارشاد بھی مدنظر رہے کہ ہر چھوٹی مجلس سے کم از کم ایک نمائندہ ضرور شامل ہو۔ اور بڑی مجالس زیادہ سے زیادہ اراکین کو شامل کرنے کی کوشش فرمائیں۔

ازراہ کرم اجتماع کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل امور کا خاص خیال رکھیں

۱۔ اجتماع کے موقعہ پر شوریٰ انصار اللہ بھی منعقد ہوتی ہے جس کا ایجنڈا پہلے سے مقرر ہوتا ہے۔ اس ایجنڈا کے لئے آپ اپنی مجلس کی طرف سے کوئی تجویز / تجاویز بھجوانا چاہتے ہوں تو معین الفاظ میں لکھ کر اپنی مجلس عاملہ کی منظوری کے بعد مرکز میں بھجوا دیں۔ صدر محترم نے تجاویز مرکز میں پہنچنے کی آخری تاریخ ۲۰ تبوک / ستمبر مقرر فرمائی ہے۔

۲۔ شوریٰ میں صرف وہی دوست حصہ لے سکیں گے جو باقاعدہ اپنی مجلس کی طرف سے منتخب ہو کر آئیں گے۔ زعیم / زعیم اعلیٰ، ناظم / ناظم اعلیٰ اپنے عہدہ کے لحاظ سے شوریٰ کے رکن ہیں۔ دستور اساسی کے لحاظ سے ہر ۲۰ ارکان پر ایک نمائندہ منتخب ہو سکتا ہے۔ آپ براہ کرم حسب قواعد نمائندگان شوریٰ کا انتخاب کروا کر اسماء مرکز میں بھجوائیں۔ نمائندگان کے اسماء مرکز میں بھجوانے کی آخری تاریخ ۱۵ اخاء / اکتوبر مقرر کی گئی ہے۔

۳۔ اجتماع کے انتظامات کے لئے روپیہ کی ضرورت ہے ازراہ کرم اپنی مجلس کے اجتماع کا سالانہ چندہ جلد وصول کر کے مرکز میں بھجوا دیں تا کہ انتظامات میں دقت نہ ہو۔

قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ

کارگزاری تربیتی اجتماع مجلس انصار اللہ

ضلع کراچی

مجلس انصار اللہ ضلع کراچی کا ایک روزہ تربیتی اجتماع مورخہ ۲۹ رجون ۱۹۷۹ء بروز جمعہ احمدیہ ہال کراچی میں منعقد ہوا۔ اس اجتماع کے اجلاس اوّل کی صدارت مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ نے فرمائی۔ آپ نے اپنے افتتاحی خطاب میں انصار اللہ اور احباب جماعت کو اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ تبلیغ کے میدان میں جماعت کو اپنی کوششیں تیز تر کر دینی چاہئیں

افتتاحی خطاب کے بعد مکرم نعیم احمد خان صاحب ناظم اعلیٰ مجلس انصار اللہ ضلع کراچی نے مجلس کی گزشتہ ششماہی کی کارگزاری کی رپورٹ پیش کی۔

اس اجتماع کے کل دو اجلاس منعقد ہوئے مکرم و محترم چوہدری احمد مختار صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی نے "مجلس انصار اللہ" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ اور مکرم مولانا عبدالسلام صاحب طاہر مربی کراچی نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشقِ رسول کے موضوع پر خطاب فرمایا۔

اس کے علاوہ مکرم شریف احمد صاحب بانی نے "تحریکِ جدید اور تبلیغ اسلام" کے موضوع پر۔ مکرم محسن احمد صاحب نے "انصار اللہ کے لئے حفظانِ صحت کے زریں اصول" کے موضوع پر اور مکرم شمیم احمد صاحب خالد نے "موجودہ دور میں سائیکل کا استعمال کیوں ضروری ہے" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ "قرض کے متعلق اسلامی تعلیم" کے عنوان پر مکرم مولانا سلطان محمود صاحب انور مربی کراچی نے خطاب فرمایا۔ آپ نے قرآن کریم کی روشنی میں قرض کے بارے میں اسلامی احکام کی وضاحت فرمائی۔ مکرم کیپٹن سید افتخار حسین صاحب نے "با اخلاق انسان ہی با خدا انسان بن سکتا ہے" کے موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔

اس اجتماع کا ایک دلچسپ پروگرام "مجلس سوال و جواب" تھا۔ حاضرین نے کثرت سے سوالات بھجوائے۔ مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب

صدر مجلس انصار اللہ نے ان سوالوں کا کافی وشافی جواب دیا۔ احباب نے بڑے غور سے ان سوالوں کے جوابات سنے۔

نماز مغرب وعشاء کے بعد مکرم ومحترم صاحبزادہ صاحب نے اختتامی خطاب فرمایا اور اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلق کو مضبوط کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ بعدہ مکرم نعیم احمد خان صاحب ناظم ضلع کراچی نے تمام حاضرین اور منتظمین کا شکریہ ادا کیا۔ اس طرح یہ اجتماع ۹ بجے رات بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔ اس اجتماع میں ۲۲۵ افراد نے شرکت کی۔

تعلیم القرآن کے سلسلہ میں اعلیٰ کارکردگی پر مجلس انصار اللہ ناظم آباد انعامی شیلڈ کی مستحق قرار پائی۔ اور مکرم ناظم صاحب ضلع کراچی کی درخواست پر مکرم محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ نے اپنے دست مبارک سے مکرم چوہدری شریف احمد صاحب وڑائچ زعیم اعلیٰ مجلس انصار اللہ ناظم آباد کو انعامی شیلڈ عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے آمین

(مہتمم تعلیم مجلس انصار اللہ ضلع کراچی)

صحابہؓ کی ترقیات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"چونکہ ترقی تدریجاً ہوتی ہے۔ اس لئے صحابہؓ کی ترقیاں بھی تدریجی طور پر ہوئی تھیں مگر انبیاء کے دل کی بناوٹ بالکل ہمدردی ہی ہوتی ہے اور پھر ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تو جامع جمیع کمالاتِ نبوت تھے۔ آپؐ میں یہ ہمدردی کمال درجہ پر تھی۔ آپؐ صحابہؓ کو دیکھ کر چاہتے تھے کہ پوری ترقیات پر پہنچیں۔ لیکن یہ عروج ایک وقت پر مقدر تھا۔ آخر صحابہؓ نے وہ پایا جو دنیا نے کبھی نہ پایا تھا۔ اور وہ دیکھا جو کسی نے نہ دیکھا تھا۔"

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۵۳)

۲۹ رمضان المبارک تک سو فیصد بجٹ ادا کرنیوالی مجالس انصار اللہ

۲۰ رمضان المبارک تک سو فیصد بجٹ ادا کرنے والی مندرجہ ذیل مجالس کی فہرست حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بغرض دعا پیش کی گئی۔ حضور نے دعا فرمائی اور اپنے دست مبارک سے

"اللہ تعالیٰ احسن جزا دے"

تحریر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ (قائد مال مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

۱۔ ضلع فیصل آباد :۔ چک ۲۹۵/گ ب بیریانوالہ۔ ۱۳۲/ر ب سانگھو چالم ۲۹۷/ج ب۔ ۳۶۹/ج ب جودھانگری۔ جڑانوالہ۔ ۲۸۷/ج ب پلاسور۔ ۲۱۲/ج ب کٹھووالی۔ ۲۶/ج ب خورد ۹/ج ب چاک جھمرہ۔ ۲۷/ج ب گلاں۔ ۶۰/ج ب شہباز پور۔ ۳۳/ج ب ۶۰/ر ب کھیم سنگھ والا۔ ۸۹/ج ب رتن۔ ۲۷۶/ج ب گوکھووالی ۲۷۵/ر ب کرتار پور۔ ۶۲/ر ب شرقی۔ ۱۳۹/ر ب گھما۔ ۹۶/ج ب پیرمحل۔ ۵۲۸/گ ب مانوپور۔ ماموں کانجن، ۲۰۹/ر ب لودھی ننگل۔ رجانہ۔ ۳۶/گ ب۔ ۷۲/گ ب

۲۔ ضلع شیخوپورہ۔ بڑکے ۱/۶۴ خورد۔ ۲۹۲ رام پور۔ ۲۵/ر ب ستھیالی خورد۔ واربرٹن۔ ۲۸۵ رنگو ننگل۔ سچا سودا۔ قاضی اندرون

۳۔ ضلع قصور :۔ بھائی پھیرو

۴۔ ضلع لاہور :۔ ہڈیارہ۔ دارالذکر لاہور۔ لدھیکے نویں

۵۔ ضلع جھنگ :۔ پکانوانہ۔ جھنگ شہر ۱/۲۰۲ احمد پور سیال۔ گڑھ مہاراجہ موڑ

۶۔ ضلع سیالکوٹ :۔ بھوپال والا۔ لیانوالہ بھاڈے والا۔ پیرو چک۔ مراڑہ ظفروالی۔ عینو والی۔ ہیوڈی ٹھیاں۔ پنڈی بھاگو۔ چونڈہ بھروکے کلاں۔ نوشہرہ ککے زئیاں۔ کلاس والہ جامکے۔ ڈھینڈسہ۔ پسرور۔ گھٹیالیاں خورد۔ میانوالی۔ سندھوال۔ سیال ترسکہ۔ چھور۔ غوطہ فتح گڑھ۔ بلوتولہ۔ دولت پور۔ ساہو والہ۔

۷۔ ضلع گوجرانوالہ :۔ حافظ آباد۔ کولو تارڑ وزیر آباد۔ تولیکی۔ تلونڈی موسے خان۔ دولووالی پنڈی بھٹیاں

۸۔ ضلع سرگودھا: ۸۶ جنوبی ۔ ۹۸ شمالی ۔
۶۱ شمالی ۔ ججوکہ ۔ ۸۸ شمالی ۔ بھابھڑہ بھلوال
۸۹ شمالی ۔ احمد آباد جنوبی ۔ ۱۵۲ شمالی ۔ ساہیوال
میانی ۔ بھاگٹ ۔ چانن خان والہ ۔ کھائی کلاں ۔
۸۲ جنوبی ۔ کوٹھی نواب ۔

۹۔ ضلع میانوالی: بھکر

۱۰۔ ضلع گجرات: چوکن والی ۔ گھمبر ۔ دھوریہ
تہال ۔ نصیرہ ۔ کیرانوالہ ۔ کالرہ کلاں ۔ کلاںوالہ
معین الدین پور ۔ کیانہ ۔ کنجاہ ۔ سوک کلاں ۔
بارموسے۔

۱۱۔ ضلع جہلم: دولیال ۔ قان پور ۔
بھوت

۱۲۔ ضلع راولپنڈی: کہوٹہ

۱۳۔ ضلع اٹک: اٹک شہر

۱۴۔ صوبہ سرحد: پیّی

۱۵۔ آزاد کشمیر: کوٹلی ۔ نیو میرپور ۔ دنیال ۔ کھیال
دولیال جٹاں ۔

۱۶۔ ضلع ملتان: 91-A/10-R ۔ چاہ جھنڈی رتہ ۔
چک ۵ درکھانہ

۱۷۔ ضلع وہاڑی: ۱۶۳ ۔ اشتاب گڑھ ۔ 549/E.B
190/E.B.

۱۸۔ ضلع ساہیوال: چک 93/12-L ۔ میرک ۔
بصیر پور ۔ قبولہ ۔ 90/12-L ۔ منڈی ہیرا سنگھ

۱۹۔ ضلع مظفر گڑھ: خیرے والہ ۔ 226/T.D.A
162/T.D.A ۔ 347/T.D.A ۔ 171/T.D.A

۲۰۔ ضلع ڈیرہ غازیخان: چاہ اسمٰعیل والا ۔
بستی احمد پور ۔ بشیر آباد ۔ اللہ آباد

۲۱۔ ضلع رحیم یارخان: خان پور

۲۲۔ " بہاولپور: اوچ شریف

۲۳ " بہاولنگر: 84/6-R ۔ چشتیاں

۲۴ " بدین: ظفر آباد ۔ لاہینی نئی

۲۵ " حیدرآباد: گوٹھ گونڈل ۔ ظفر آباد
لوطکہ ۔

۲۶ " نوابشاہ: باندھی ۔ چک ۲۱ ڈیرہ
گوٹھ مولوی عبدالسلام عمر ۔ گوٹھ رسول بخش
گوٹھ شیر محمد

۲۷ " تھرپارکر: میرپور خاص شہر ۔ احمد آباد
محمود آباد ۔ ۲۷۰/الف کا چیلو ۔ ڈگری ۔
نورنگر فارم ۔ بصیرہ چھچی ۔ نفیس نگر ۔

۲۸ " لاڑکانہ: کھنڈو ۔

۲۹ " سکھر: شکارپور ۔ بنوں قل

۳۰ " دادو: دادو شہر

رسالہ انصار اللہ کے متعلق

قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کا ارشاد

ماہنامہ انصار اللہ مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان ہے۔ قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے اس رسالہ کے متعلق فرمایا:۔

"یہ رسالہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑی قابلیت کے ساتھ لکھا جاتا اور ترتیب دیا جاتا ہے۔ اس کے اکثر مضامین بہت دلچسپ اور دماغ میں جلا پیدا کرنے اور روح کو روشنی عطا کرنے میں بڑا اثر رکھتے ہیں۔"

پس انصار اللہ کو چاہیئے کہ اس رسالہ کو ہر جہت سے ترقی دینے کی کوشش کریں۔ اس رسالہ کی قیمت بارہ روپیہ سالانہ مقرر ہے۔ شوریٰ انصار اللہ ۱۹۵۹ء کے فیصلہ کے مطابق ہر مجلس اپنی مقامی گرانٹ میں سے کم از کم ایک رسالہ ضرور جاری کرائے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

(مینیجر ماہنامہ انصار اللہ ربوہ)

سالانہ بدل اشتراک

پاکستان . . . . بارہ روپے

بیرونی ممالک ہوائی ڈاک . . . . . . ۱۰۰ روپے

" " سمندری " . . . . . . ۴۰ روپے

قرآن کریم کی اعلیٰ شان

''قرآن شریف وہ کتاب ہے جس نے اپنی عظمتوں ، اپنی حکمتوں ، اپنی صداقتوں ، اپنی بلاغتوں ، اپنے لطائف و نکات اپنے انوار روحانی کا آپ دعویٰ کیا ھے اور اپنا بے نظیر ہونا آپ ظاہر فرما دیا ہے - یہ بات ہرگز نہیں کہ صرف مسلمانوں نے فقط اپنے خیال میں اس کی خوبیوں کو قرار دے دیا ہے ، بلکہ وہ تو خود اپنی خوبیوں اور اپنے کمالات کو بیان فرماتا ھے اور اپنا بے مثل و مانند ہونا تمام مخلوقات کے مقابلہ پر پیش کر رھا ھے اور بلند آواز سے ھل من معارض کا نقارہ بجا رھا ہے اور دقائق حقائق اس کے صرف دو تین نہیں جس میں کوئی نادان شک بھی کرے بلکہ اس کے دقائق تو بحر ذخار کی طرح جوش مار رہے ھیں اور آسمان کے ستاروں کی طرح جہاں نظر ڈالو چمکتے نظر آتے ھیں - کوئی صداقت نہیں جو اس سے باہر ھو - کوئی حکمت نہیں جو اس کے محیط بیان سے رہ گئی ھو - کوئی نور نہیں جو اس کی متابعت سے نہ ملتا ھو - اور یہ باتیں بلا ثبوت نہیں،، -

(براھین احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ ۱۱ صفحہ ۵۵۳-۵۵۶)

بائیسواں مرکزی سالانہ اجتماع

مجلس انصاراللہ کا بائیسواں سالانہ اجتماع ۲۶ ، ۲۷ ، ۲۸ اخاء/اکتوبر ۱۳۵۸ ھش ۱۹۷۹ء بروز جمعہ - ھفتہ - اتوار - ربوہ میں منعقد ھو رہا ہے انشاءاللہ - انصار سے درخواست ہے کہ وہ اس مبارک اجتماع میں شمولیت کی کوشش کریں -

صرف ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا -